

حکیم سید محمود گیلانی مرحوم

علیہ السلام

# ایلیا

(ایک تحقیقی کتابچہ)

اسلامک بک سنٹر، اسلام آباد

# ایلیاؑ

ادیان عالم کامرکز نجات

از

محقق و حکیم سید محمود گیلانی (سابق اہل حدیث)

پشتونک امام ازہ شہا کر بلا  
احمد کھٹک

اسلامک بک سیٹر

362-C گلی نمبر 12 سیکٹر 2/G-6 اسلام آباد

فون: 051-2870105

کیا مہا بھارت میں کرشن جی نے بھی علیٰ علیٰ پکارا تھا؟ اور گوتم  
بدھ کو بھی امیر المومنین ہی نے درسِ توحید دیا تھا؟ کیا حضرت  
نوحؑ نے اپنی کشتی میں امن و حفاظت کے لئے پنجتن پاک  
کے اسمائے مقدسہ کی تختی لگائی تھی؟ اور داؤد و سلیمان (علیہما  
السلام) نے بھی پنجتن پاک کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے  
دعائیں مانگیں؟

نام کتاب	ایلیا
مؤلف	حکیم سید محمود گیلانی
تعداد	ایک ہزار
اشاعت چہارم	ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ، جون ۲۰۰۵ء
ناشر	اسلامک بک سنٹر، اسلام آباد (سید عمار رضا کاظمی)
ہدیہ	۲۰ روپے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے اسے پڑھیے

رسالہ ہدای میں جناب محقق الاثنی حضرت سید محمود گیلانی سیالکوٹ کے عظیم تحقیقاتی ذخیرہ کا ایک چھوٹا سا جزو پیش کیا گیا ہے جسے پڑھنے کے بعد یقیناً طالبان حق اور جملہ ذی علم طبقہ کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

کوئی بات کہہ دیجی تو آسان ہے مگر واقعات کی کڑیاں ملانے اور تحقیقات سے انھیں سو فیصد درست ثابت کرنا بہت بڑا کمال ہے۔ اس لئے حکیم صاحب موصوف نے یہ عظیم تحقیقات پیش کر کے نہ صرف اہل اسلام کو بلکہ جملہ ادیان کے پیروکاران کو ایک بہت بڑی الجھن سے نکال کر اتمام حجت فرمادیا ہے۔ کوئی بہت ہی بد قسمت ہوگا جو ان واقعات کے پڑھنے کے بعد شاہراہِ نجات پر گامزن نہ ہو سکے۔

اسلام میں خمسہ مقدسہ یعنی محمد، علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم الصلوٰۃ والسلام) بعد از خدا سب سے بلند ہیں حکیم صاحب مدظلہ کی تحقیقات کے مطالعہ سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ کوروں پانڈوں کی عظیم جنگ یعنی مہا بھارت کے میدان میں کرشن جی نے علی علی پکارا تھا اور انہی کا واسطہ دیکر جنگ میں اللہ تعالیٰ سے

کامیابی کی دعا مانگی تھی۔ رام چندرجی نے بھی امیر المومنینؒ ہی کی آمد کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ حضرت نوحؑ نے اپنی مشہور عالم کشتی کی طوفان و مصیبت میں نجات کے لئے اللہ تعالیٰ و نجات پاؤں کے اسمائے مبارکہ کی تختی لگائی تھی جو اب تک موجود ہے۔ حضرت داؤد و سلیمان (علیہما السلام) بھی اپنی دعاؤں کے لئے نجات پاؤں کے اسمائے مبارکہ کو وسیلہ بناتے رہے۔ گوتم بدھ جو کہ اپنے وقت میں ایشیا کے نجات دہندہ تصور کئے جاتے ہیں انھوں نے بھی اپنی مشکلات کے لئے امیر المومنینؒ کو ہی اپنی مدد کے لئے پکارا اور خدا تعالیٰ کے اس نور نے ہی گوتم کو درسِ توحید باری تعالیٰ دیا۔ آپ حکیم صاحب کی عظیم تحقیقات کا یہ جزو پڑھیں گے تو آپ پر یہ تمام امور منکشف ہو جائیں گے۔

بلاشبہ حکیم صاحب نے دوسروں کو تو نجات کا راستہ دکھایا ہی ہے۔ خود اپنے آپ کو بھی ذر بار باری تعالیٰ سے عظیم انعامات کا مستحق بنا لیا ہے۔ ان انعامات کی ابتداء دنیا ہی سے شروع ہو گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو راہ ہدایت سے ہمکنار کر دیا۔ حکیم صاحب متواتر ۳۲ سال تک مسلک اہل حدیث پر گامزن رہے اور متعدد اہل حدیث اخبارات کے ایڈیٹر اور اہل حدیث کی اکثر کتب کے مصنف و مولف ہیں۔ چونکہ خود نیک نیتی سے جو یائے حق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حقیقت سے آگاہ فرمایا خدا انھیں برکت و استقامت بخشے۔ اور قارئین رسالہ ہذا کو شاہراہ حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین..... شمع آمین



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## ایلیا... ادیانِ عالم کا مرکزِ نجات

جناب حکیم سید سرفراز حسین صاحب مرحوم نے اپنے مخصوص علمی مقالہ زیر عنوان ”ایلیا۔ علی کا لقب“ مندرجہ ”معارف اسلام“ علی و فاطمہ نمبر بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۱ میں جس تحقیق و کاوش کا اظہار فرمایا ہے قابلِ داد و قابلِ تحسین ہے۔ دورِ حاضر میں اس قسم کے تحقیقاتی مقالات کی اشد ضرورت ہے۔ اور اس قسم کے انکشافات جدیدہ ایمان و ایقان کے استحکام کا باعث ہوتے ہیں۔

حکیم صاحب مدوح کا مقالہ مذکور کسی مزید شرح یا انتقاد کا محتاج نہیں جبکہ خود بعض مسیحی لیڈر اور عیسائی پادری و شہری ایلیا کو علی یا آخری زمانے کی کوئی معزز ترین ہستی تسلیم کرتے ہیں چنانچہ نصف صدی سے زائد مدت گزری کہ سینٹ پال چرچ (لندن) کے ایک نامور پادری مسٹر جے۔ بی کلیمن نے اپنی تصنیف موسومہ۔

**A Note book on old and new testaments  
of Bible.**

میں لکھا ہے:

" In the language of oldest and present Habrew the word Allia or Aillee is not in meanings of God or Allah, but this word is



showing that in the next and last time of this world any one will be-come nominated Allia or Aillee.<sup>(۱)</sup>

پرانے زمانے اور موجودہ زمانے کی عبرانی زبان میں لفظ ایلیا یا ایلی، خدا یا اللہ کے معنوں میں استعمال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ مذکورہ لفظ تو یہ ظاہر کرتا ہے کہ کسی آئندہ یا آخری زمانے میں کوئی ایسی ہستی آنے والی ہے جس کا نام ایلیا یا ایلی ہوگا۔

ایک مسیحی مشنری کی زبان سے ایلیا یا ایلی کے اسم مبارک کی اس سے زیادہ اور کیا وضاحت و صراحت ہو سکتی ہے جو صاف طور پر اقرار کر رہا ہے کہ ایلیا یا ایلی نہ خدا ہے، نہ اللہ، نہ الیاس، نہ یوحنا، نہ مسیح بلکہ وہ جس کا ظہور مسیح وغیرہ کے بعد ہوگا۔ اس تشریح و تصریح کی موجودگی میں بھی اگر مسیحی صحابہان حضرت علیؑ کے وجود مسعود کو اور ان کی فضیلت و عظمت کو تسلیم نہ کریں تو اس میں لفظ ایلی کا قصور نہیں۔ ان کی عقل کا فتور ہے۔ فہای حدیث بعدہ یومنون

علاوہ بریں غور و تفحص کے میدان میں راہوار تحقیق کو جولاں کیا جائے تو اس سرمکتوم کو آشکار ہوتے دیر نہ لگے گی کہ معروف ادیان و مذاہب اور ان کے اکابر کا مرکز امید اور نقطہ نجات کسی نہ کسی عنوان ”ایلیا“ یا ”ایلی“ ہی رہا ہے۔ اور وہ ہر مصیبت و ابتلا اور ہر رنج و بلا میں خلاصی حاصل کرنے کے لئے جناب امیرؑ کا سہارا لیتے اور حضورؐ سے فریاد کرتے رہے ہیں۔ باور نہ ہو تو آئیے چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

(۱) تفصیل کے لئے ملاحظہ ہواے نوٹ بک آن اولڈ اینڈ نیو ٹیسٹا منٹس آف بائبل جلد اول صفحہ ۴۲۷، ۴۲۸ مطبوعہ ولیم اسے ہارڈ پریس انگلستان ۱۹۰۸ء

پانڈوں اور کوروں کی مشہور جنگ میں جب شری کرشن جی مہاراج کو رکیشتر کے میدان میں تشریف لاتے ہیں تو انھیں معلوم ہوتا ہے سچائی کے طلبگار تو محض مٹھی بھر ہیں۔ مگر پرستاران باطل کے نڈی دل لشکروں سے زمیں اٹی پڑی ہے۔ کرشن جی مہاراج اپنے سرفروشوں کو ضروری اپدیش دینے کے بعد تخیلہ میں جاتے ہیں اور اپنے مالک حقیقی کے سامنے زمین بوس ہو کر دعا مانگتے ہیں:

ہے پر میثور! سنسار پر مآتما! تجھے اپنی ذات کی قسم جو آکاش اور دھرتی کا جنم کارن ہے اور اس کی قسم جو تیرے پیارے کا پیارا، تیرے پریتم کا پریتم ہے۔ تجھے اس کا واسطہ جو اہلی (ہیروڈیٹس) ہے جو سنسار کے سب سے بڑے مندر میں کالے پتھر کے قریب اپنا چمٹکار دکھلائے گا۔ تو میری بنیتی سن اور جھوٹے راکشوں کو لٹ کر اور سچوں کو فتح دے۔ اے ایشور۔ ایلا، ایلا، ایلا۔ (۱)

کرشن جی کے ان دعائیہ فقروں کے ایک ایک لفظ پر غور کیجئے کہ وہ کس خوش اسلوبی و کس وضاحت اور کس بکا و تضرع سے آکاش اور دھرتی کے جنم کارن یعنی باعث تکوین ارض و سماء مورد لولاک لما خلقت الافلاک کو پکار رہے ہیں۔ پھر زینت ارض و سماء کے پیارے کے پیارے (محبوب رسول) اور اس کے پریتم کے پریتم (حبیب نبی محترم) کی قسم دے رہے ہیں۔ اس کے بعد اس کا نام بھی پکارتے ہیں۔ ”آہلی“ یہ سنسکرت کا قدیم لفظ ہے جو عربی کے علی یا عالی کے ہم پلہ ہے مگر کرشن جی مذکورہ اسم گرامی کی خود ہی تشریح فرما دیتے ہیں کہ وہ سنسار کے سب سے بڑے مندر

(۱) رسالہ کرشن بنیتی مولفہ پنڈت رام دھن صفحہ ۷۷۔ شائع کردہ ساگری پستکالہ دہلی مطبوعہ ۱۹۳۱ء



یعنی دنیا کے قبلہ و کعبہ حرم محترم میں کالے پتھر (حجر اسود) کے نزدیک اپنا چیتکار (جلوہ یا معجزہ) دکھائے گا۔ آخر میں انھوں نے تین مرتبہ ”ایلا۔ ایلا۔ ایلا۔“ کہا ہے۔  
اب محل نظریہ بات ہے کہ ”ایلا“ کون ہے؟ اس کے معنی ہم سے نہیں بلکہ ایک و دیار تھی پنڈت ہی سے سن لیجئے:

پراچین سے کی پرانی زبانوں میں ایک سنسکرت ہے جس کا یہ دعویٰ ہے وہ سب سے پرانی بولی ہے۔ اس میں کوئی کوئی شکھیا ایسے بھی ہیں جو آج کل عام لکھنے پڑھنے اور بولنے میں آتے ہیں۔ اسی طرح کا ایک نام ہے ”ایلا“ اس کا مطلب ہے بڑے ہی اونچے درجے والا۔ اور آہل یا آہلی یا آلی بھی اسی سے نکلا ہے جیسا کہ عربی زبان میں کہتے ہیں۔ اعلیٰ۔ عالی۔ علی۔ تعالیٰ وغیرہ۔ پراچین ویدوں میں ایسے بہت سے لفظ ملتے ہیں جن کو پرستنے والے شبہ کر سکتے ہیں کہ وہ عربی کے بگڑے ہوئے یا سنسکرت سے عربی میں چلے گئے۔ (۱)

لفظ ”ایلا“ کی مندرجہ بالا تصریح سے ثابت ہوا کہ کرشن جی کا اپنی دعائیہ فریاد میں آہلی یا ایلا کہنا حضرت علی سے مدد کی درخواست کرنا تھا۔ اسی لئے انھوں نے بار بار آپ کا اسم مبارک ورد زبان کیا ہے۔ اگر نہیں تو اہل ہنود عالمان سنسکرت بتائیں کہ آہلی یا ایلا کے کیا معنی ہیں اور سنسار کے سب سے بڑے مندر کا کالا پتھر کہاں ہے اور اس میں کس آہلی یا ایلا نے اپنا چیتکار دکھایا ہے۔

(۱) کتاب ناگر ساگر۔ مولفہ پنڈت کرشن گوپال مطبوعہ سپورن پریس آگرہ۔ شائع کردہ نارائن بک ڈپو آگرہ ۱۹۱ء  
صفحہ ۲۱۱ ایڈیشن دوم

۔ صلّائے عام ہے یا رانِ نقطہ واں کے لئے

حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیفہ زبور کی چند سطور جو قدیم عبرانی (۱) میں مذکور ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

”امطعنی شیل قشوقیم قث پاهینواتی وز ایلی مشازہ امطع ملغ  
شلواشماکت ہز اغان همیقنہ علنوقث حلاو کر توه شیهو پلت اتی تاه بو تاه  
عزیمہ دث حین کھلہاہ بنہ اشود کلیمہ کاخو قشوتی قتم علنوبریمہ بفریم  
فل عللذ ملغ عللوشنی یم مغلیم عت جملیون“۔

اس ذات گرامی کی اطاعت کرنا واجب ہے جس کا نام ایلی  
ہے اس کی فرمانبرداری سے ہی دین و دنیا کے سب کام بنتے  
ہیں۔ اس گراں قدر ہستی کو حدار (یا حیدر) بھی کہتے  
ہیں۔ جو یکسوں کا سہارا، شہر، بہت قوت والا اور  
کعبا (کعبہ) میں پیدا ہونیوالا ہے۔ اس کا دامن پکڑنا اور  
اس کی فرمانبرداری میں ایک غلام کی طرح ہونا ہر شخص پر فرض  
ہے۔ سن لو جس کے کان ہوں، سمجھ لو جس کا دماغ ہو، سوچ لو  
جس کا دل ہو کہ وقت گزر گیا تو پھر ہاتھ نہ آئے گا اور میری  
جان میرے جسم کا تو ایک وہی سہارا ہے۔

(۱) موجودہ محرف وانا جیل کے حقیق و جدید عہد ناموں میں جس صفائی سے ترسیم و تخیل کی گئی ہے وہ اہل علم سے ڈھکی چھپی  
نہیں نہ صرف الفاظ و فقرات بلکہ پوری کی پوری عبارتیں یا تو توڑ موڑ کر لکھی گئی ہیں یا بالکل ہی اڑادی گئی ہیں۔ جن  
عبارتوں میں جناب رسالت مآبؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کا تذکرہ کسی نہ کسی رنگ میں آتا ہے ان کا خصوصیت سے صفایا  
کر دیا گیا ہے۔ زبور کی مذکورہ عبارت اس قدیم نسخہ سے ماخوذ ہے جو اس وقت قلمی صورت میں پادری اہزان الدمشقی کے  
قبضہ میں ہے۔ مفتی مصر کا بیان ہے کہ انہوں نے یہ نسخہ دیکھا ہے اور اگر اس کو منظر عام پر لایا جائے تو مسیحیت کی عمارت  
سمار ہو جاتی ہے (دیکھو رسالہ الحرم قاہرہ ذیقعد ۱۳۷۴ھ محمود)

زبور قدیم کی مذکورہ عبارت میں حضرت داؤدؑ نے کسی رمز و کنایہ کسی اشارہ واستعارہ سے کام نہیں لیا ہے بلکہ اعلانیہ اور مبرا بن الفاظ میں ارشاد فرمایا:

وہ علیؑ جس کو حیدرؑ بھی کہا جائے گا اسی کی اطاعت و متابعت دین و دنیا کی کامیابیوں کی کلید اور باعث بخشش و نجات ہے۔ وہ مقدس ہستی کعبہ میں جنم لے گی۔ وہ شیر ببر (اسد اللہ الغالب) بہت قوت والا (علی القوی ید اللہ۔ قوت اللہ) ہے اور میری جان اور میرا جسم تو اسی کے سہارے پر قائم ہے یعنی ہر مشکل و مصیبت میں وہی دستگیر بنتا ہے۔ جناب داؤدؑ نے یہاں تک متنبہ کر دیا ہے کہ جو شخص وقت ضائع کر دے گا اور علیؑ سے لو لگا کر ان کا مطیع نہ بنے گا وہ دنیا اور آخرت میں ہر جگہ پچھتائے گا۔

اب سلیمانؑ کی بشارت سنئے۔ آپ کے صحیفہ ”غزل الغزلات“ باب پنجم مروجہ عبرانی پرانے (۱) نسخہ میں جو ۱۸۰۰ کا طبع شدہ ہے یہ عبارت بالفاظ صحیح درج ہے!

”دودی صبح وادوم دغول مربایہ ط روشو کشو پا قصو ناؤ تلتیم شحودوث کفوریب ط عناد کیونیم ط عل افیقی مائم بحالات یوشیوٹ ط عل ملیث لحاباؤ کعروغٹ سیو سم معد لوٹ مرتاحیم ط سفنو ناؤ شوشیم یظافوٹ ط مود عوبیر ط باداوا کلیلی ذاہاب مملاشم بترسیس ط معباؤ عشیث شین ط معلقت سبریم ط شوقاؤ عمودی شیسر میسادیم ط عل ادنیٰ پازمر ط میہو کلیا نوں ط کبارادیم ط خلّو مُحَمَّدیم ط ذہ دودی و ذہ رعی یا بتوٹ یرو شلابم ط۔“

(۱) آجکل کی تحریف شدہ انجیل میں غزل الغزلات کی مذکورہ عبارت کا نٹ چھانٹ کی نذر ہو چکی ہے۔ اور اس میں یہ الفاظ غلو محمد یم یا میرے دوست کا نام محمد ہے "My friend name is Muhammad" بالکل نکال دیئے گئے ہیں لیکن ۱۸۰۰ یا اس کے پہلے نسخوں میں یہ الفاظ موجود ہیں اس لئے معلوم ہوتا ہے کہ (بقرا گئے صفحے پر)



ترجمہ: میرا دوست جو قدرے گندم گول ہے ہزاروں میں  
 منفرد ہے۔ اس کے سر کا نور الماس کی طرح چمکتا ہے۔ اس کی  
 زلفیں گھونگریالی اور پرزاغ کی مانند سیاہ ہیں۔ اس کی دونوں  
 آنکھیں ایسی جیسے دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں مصفیٰ  
 پانی پڑا ہو۔ اور اس پر دو کتوبر تیر رہے ہوں یا جیسے دو قیمتی نگینے  
 اپنے خانوں میں جڑے ہوئے ہوں اس کے رخساروں پر  
 ریش مبارک ایک خوشبودار نیل کی مانند چھائی ہوئی ہے۔ اس  
 کا ہلالی منہ خوشبو میں بسا ہوا ہے۔ اس کے دونوں لب پھول  
 کی پکھڑیوں جیسے ہیں جن سے عجیب روح افزا خوشبو نکلتی  
 ہے۔ اس کے ہاتھ سونے کے ڈھلے ہوئے ہیں جن میں  
 جواہرات چمکتے ہیں۔ اس کا شکم ہاتھی دانت کی لوح کی مانند  
 سفید اور جواہر سے مرصع۔ اس کی پنڈلیاں جیسے سنگ مرمر کے  
 ستون جو سونے کے پایوں پر مضبوطی سے کھے ہوں۔ اس کا  
 چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن۔ وہ صنوبر کی طرح  
 جوان ہے۔ نہایت خلیق ہے۔ وہ میرا دوست میرا محبوب محمد  
 ہے۔ اے دخترانِ یروشلم! (۱)

(گذشتہ سے پیوستہ) انجیل کی کتر بیونت ۱۸۰۰ کے بعد شروع ہوئی عیسائی پادریوں کی ایک مخلوط جماعت نے جس میں  
 روڈن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے تمام فرقے شامل تھے حقیق اور جدید ناموں میں اپنے ڈھب کی تحریف کر کے "ضرر  
 رساں" فقرے خارج اور "نفع بخش فقرے" داخل کر دیئے۔ العیاذ (حکیم سید محمود گیلانی)  
 (۱) صحیفہ غزل الغزالات۔ باب ۵۔ فقرہ ۱۰ تا ۱۰۰۰۔ مطبوعہ ۱۸۰۰ لندن برٹش بائبل ایسوسی ایشن۔

موصوفہ عبارت کے بعض فقرات پر قوت غائر فکریہ صرف کئے بغیر مقصد حاصل نہ ہوگا۔ جناب سلیمانؑ نے اپنے محبوب دوست حضور ختمی مرتبتؐ کی تعریف میں جو قصیدہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس میں کہتے ہیں:

۱۔ ”اس کے سر کا نور الماس کی طرح چمکتا ہے۔“ یہاں سر سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ رسول اکرمؐ کا اپنا ارشاد ہے کہ ”علی منی بمنزلة الرأس من جسدی۔“ (علیؑ میرے جسم کے سر کی مانند ہیں) پس جناب سلیمانؑ نے علیؑ کو اپنے محبوب کے سر سے تشبیہ دی ہے۔ پھر سر کا نور کہہ کر اور بھی وضاحت کر دی ہے۔ رسول اکرمؐ فرماتے ہیں: انا نور و علی نور (میں بھی نور ہوں اور علیؑ بھی نور ہے) انا و علی من نور واحد (میں اور علیؑ ایک ہی نور سے ہیں)۔ تو گویا جناب رسالت مآبؐ کا سر اور نور جناب امیر المومنینؑ ہی ہیں۔ پھر ایک اور نکتہ دیکھئے کہ سر کا نور الماس (ہیرے) کی طرح چمکتا ہے۔ غور کیجئے کہ دوست (رسول خداؐ) کے سر کے نور (علیؑ) کو الماس یعنی ہیرے سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے۔ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ہیرا جب کان سے ٹکلتا ہے تو وہ قدرتنا اور فطرتاً پہلو ہوتا ہے۔ اور پھر جب اس کو سورج یا چراغ کے سامنے رکھا جائے تو اس کے ہر پہل سے پانچ کرنیں نکلتی ہیں۔ پس سلیمانؑ نبیؑ نے الماس کی مثال دیکر یہ ثابت کیا ہے کہ میرا محبوب پنجتن سے تعلق رکھتا ہے۔ اور اس کے دوست علیؑ کا رشتہ بھی ان ہی نفوس قدسیہ خمسہ سے ہے۔ اللہ اکبر! کیسی فقید المثال تشبیہ اور توفیق فرمائی ہے۔

۲۔ ”اس کی دونوں آنکھیں ایسی ہیں جیسے دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں مصفیٰ پانی پڑا ہو۔ اور اس میں دو کبوتر تیر رہے ہوں“

بظاہر یہی معلوم ہوگا کہ جناب سلیمانؑ اپنے دوست کا سراپا یعنی سر سے لیکر

پاؤں تک کا حلیہ بیان فرما رہے ہیں۔ مگر غور کی عینک لگا کر دیکھا جائیگا تو یہ حلیہ مبارک بھی بہت ہی مرموز و مکنون نظر آئے گا۔ چنانچہ فقرہ مذکور میں ”دو آنکھیں سے مراد جسم کی عام آنکھیں نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے نبی کی دو خاص آنکھوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور رسول کی یہ دو خاص آنکھیں ہیں امام حسن اور امام حسین جیسا کہ خود نبی اکرمؐ نے ان کی شان میں فرمایا ہے:

الحسن و الحسين عینانی. (سیرہ الصالحین ۷۵)  
حسن اور حسین دونوں میری آنکھیں ہیں۔

پھر فرمایا:

الحسن و الحسين قرہ عینانی. (سیرۃ الامیر شعبان صفحہ ۱۱۹)  
میری دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔

اپنی غزل کے اسی فقرہ میں جناب سلیمان ان دونوں آنکھوں کی صفات بیان فرماتے ہیں کہ دودھ سے دھوئے ہوئے طشت میں رکھی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہیں جیسے آب مصفیٰ پر دو کبوتر تیر رہے ہوں.... دودھ اور آب پاکیزہ سے دھونا ایک محاورہ ہے۔ جس سے انتہائی پاکیزگی مراد لی جاتی ہے۔ عربی کا شاعر اسعدی خدائے تعالیٰ اور اس کے عرش کی تعریف میں کہتا ہے۔

والعرشہ مغسولہ من لبن المطہر وبالماء الصفا فلا بمثل تفخر  
اس کا عرش عظیم پاکیزہ دودھ اور مصفیٰ پانی سے دھویا ہوا  
ہے۔ اور اس پر ذات الہی کے سوا کوئی بھی فخر نہیں کر سکتا۔

ایران کا حنفی شاعر اپنے قصیدہ میں حسنین کی توصیف یوں بیان کرتا ہے:



آن دو چشمان نبی شبیر و شیر با صفا  
 آن دو چشمان شسته در چرخ بریں از شیر و آب  
 آن دو چشمان نبی نور نگاہ مصطفیٰ  
 مادر آن سیدہ و والد آن بو تراب  
 پاک اور صاف روح تن والے حسن اور حسین نبی کی دو  
 آنکھیں ہیں جن کو آسمان کے اندر دودھ اور پانی سے دھویا گیا  
 ہے۔ اور نبی کی یہ وہی دو آنکھیں ہیں جو محمدؐ کی آنکھوں کا نور  
 ہیں۔ جن کی اماں جان سیدہ پاکؑ دختر شاہ لولاک اور جن  
 کے ابا جان ابو تراب علیؑ ہیں۔

پس اس سے بلا تردید یہ ثابت ہوا کہ حضرت سلیمانؑ نے اپنے محبوب سید  
 المرسلینؐ کی بشارت دیتے ہوئے جناب حسینؑ کی ذات گرامی کا بھی مرثدہ سنایا ہے۔  
 علاوہ بریں رسولؐ کی دونوں آنکھیں (حسن اور حسین علیہما السلام) کی مثال ”دو  
 کبوتروں“ سے دینا بھی عدیم النظیر اور روحانی و مذہبی اعتبار سے بے عدیل ہے۔  
 کبوتر کو جملہ طیور میں پاکیزگی کی خصوصیت حاصل ہے۔ ازہذا اس سے نامہ بری اور  
 پیغام رسانی کا کام لیا جاتا رہا ہے۔ لہذا جب بھی کسی کو عالم مکتوم سے منصہ شہود پر لایا  
 جاتا ہے تو اس کو کبوتر کی تصوراتی شکل دی جاتی ہے۔ مثلاً روح الامین یا روح القدس  
 کی تخیلاتی تصویریں کبوتر ہی شکل میں نظر آئیں گی... نیز کائنات عالم میں امن و عافیت  
 کے قیام کے اظہار کے لئے بھی کبوتر ہی کو منتخب کیا گیا ہے۔ روس میں کبوتر میں ذرا سی  
 تبدیلی کر کے اسے ”امن کی فاختہ“ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن یورپ اور امریکہ  
 میں کہیں بھی چلے جائیں ”امن کے دیوتاؤں“ کے سر پر علامتی رنگ میں کبوتر ہی سایہ

فلن نظر آئے گا۔

پس حسن و حسینؑ کو دو کبوتروں سے تشبیہ دینا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ایک تو یہ دونوں حضرات خدا کے آخری پیغام (قرآن) کے ناشر و مشیع ہونگے اور ان کے ذریعہ اہل عالم قرآنی تعلیمات سے روشناس و بہرہ مند ہونگے۔ دوسرے یہ دونوں نور چشمان رسولؐ عالم کون و فساد میں امن بھی قائم فرمائیں گے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ امام حسنؑ نے اپنے زہر خوردنی کے سانحہ میں جس انتہائی ضبط و تحمل سے کام لیا وہ ظلم اور استبداد کے خلاف ایک دائمی پیام امن تھا۔ حسینؑ مظلوم نے میدان طف میں جس صبر و سکون کا اظہار فرمایا وہ شقاوت و بربریت کے لئے ابدی پیغام مرگ تھا۔ اسی لئے سلیمان اپنے نغمہ میں محمدؐ کی مدحت کے ساتھ آل محمدؐ کے گیت بھی گارہے ہیں۔

۳۔ ”اس کا ہلالی صفحہ خوشبو میں بسا ہوا ہے۔“

اس فقرہ میں سلیمان پیغمبر نے اپنے دوست (محمد مصطفیٰؐ) کے چہرہ مبارک کو ہلالی صفحہ سے تشبیہ دے کر جناب رسالتؐ کی حدیث ”انا كالشمس و علی كالقمر“ کی تصدیق فرمائی ہے۔ جناب سرور کائناتؐ نے جناب امام امتینؑ کو چاند کہا تھا۔ اور جناب سلیمانؑ کے گیت میں بھی دوست کے چہرے کو چاند کہا گیا ہے۔ مگر چہرہ کو صفحہ کہنا بھی ایک راز ہے۔ یعنی اس ماہ تاباں (علیؑ) کا چہرہ کتاب حق کی مانند مقدس و محترم ہوگا۔ جب ہی تو امیرؑ فرماتے ہیں کہ! القرآن صامت و انا قرآن ناطق اور ماہ محمدؐ کا چہرہ صفحہ قرآن کی مانند ہی ہونا چاہیے تھا۔

ذرا آگے اسی نغمہ سلیمانی میں محمدؐ کے چاند کی چاندنی اور بھی نمایاں نظر آئیگی۔ فرماتے ہیں:

۴۔ ”اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن ہے۔“

یہاں ”کاشمس“ کے ”کالقمر“ یعنی آفتاب دین کے ماہتاب دین کی ایک نہایت واضح توصیف بھی بیان کر دی گئی کہ اس ماہ مبین کا جسمانی اور روحانی رشتہ چہارہ (۱۴) معصومین سے ہوگا۔ کیونکہ یہ چودہ کے چودہ پاک نفوس جہالت و ضلالت کی تاریک اور بھیانک راتوں میں دین خدا کی روشنی پھیلائیں گے اور عوام الناس کو گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نکال کر نور الہی یعنی اسلام اور قرآن سے روشناس کرائیں گے۔

بہر کیف حضرت سلیمانؑ نے غزل الغزلات میں اپنے محبوب دوست خاتم الانبیاءؑ اور امیر المومنینؑ و حسنینؑ کی جو مدح و ثنا کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ اور ہر مسلمان کو دعوت فکر و نظر دیتی ہے۔

اللهم صلی علی محمد و آل محمد

قارئین ”معارف“ کہتے ہوں گے کہ موضوع تھا ایلیا اور ثابت یہ کرنا تھا کہ مذاہب و ادیان عالم میں ایلیا کا لفظ کسی نہ کسی صورت جلوہ گر نظر آتا ہے۔ مگر تذکرہ چھیڑ دیا جناب سلیمانؑ کی غزل الغزلات کا۔ سو التماس ہے اس تذکرہ کے بغیر مضمون زیب عنوان منازل طے نہ کر سکتا تھا۔ آئیے ہم پھر ایلیا اور ایلی کی زیارت کریں۔

۱۹۱۶ء کی بات ہے پہلی جنگ عظیم کا خوفناک شباب خداوند عالم کے قہر و عذاب کے بھیس میں دنیا والوں پر قیامت ڈھا رہا تھا۔ بیت المقدس سے چند میل دور فوجی دستے یلغار کرتے ہوئے جارہے تھے کہ اندترہ نامی ایک چھوٹے سے گاؤں کے ٹیلے سے اندھیری رات میں ایک عجیب سی چمک نکلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایک فوجی دستہ جو اس کے قریب سے گزر رہا تھا۔ یہ زالی قسم کی چمک دیکھ کر ٹھہر گیا۔ چند سپاہی اس



روشنی کی طرف بڑھے۔ جب وہ نزدیک پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خاک و سنگ کا ایک  
تو وہ امتداد زمانہ سے شق ہو چکا ہے اور اسکی دراڑوں سے حیرت ناک روشنی نکل کر ہر  
راہگیر کو مشتاق نظارہ بنا رہی ہے۔ سپاہیوں نے اسی مقام کو کھودنا شروع کر دیا تو چار گز  
کی گہرائی میں ایک چاندی کی مرصع لوح نظر آئی۔ جس سے روشنی کی سفید شعاعیں  
پھوٹ پھوٹ کر تحیر و استعجاب میں مبتلا کر رہی ہیں انھوں نے اس نقرئی لوح کو جو پون  
گز لمبی اور نصف گز چوڑی تھی باہر نکالا تو روشن شعاعوں کا اخراج تو بند ہو گیا۔ انقطاع  
نور کے اس واقعہ نے متحیر انسانوں کو اور بھی انگلیاں چبانے پر مجبور کر دیا۔ ایک طرف  
بیش قیمت لوح کے حصول پر وہ شاداں و فرحاں بھی دکھائی دیتے تھے دوسری طرف  
اسکی روشنی کا ایک منقطع ہو جانے سے خوف و دہشت بھی مسلط تھی۔ آخر وہ لوح کو لیکر  
اپنے افسر اعلیٰ کے پاس پہنچے۔ یہ انگریزی فوجی افسر میجر اے۔ این گرینڈل تھا۔ اس  
نے ٹارچ کی روشنی میں لوح کو دیکھا تو مبہوت رہ گیا۔ اسکا حاشیہ گراں بہا جواہرات  
سے مرصع تھا اور درمیان میں طلائی حروف تھے۔ جو کسی قدیم اجنبی زبان کے معلوم  
ہوتے تھے۔ میجر کو حروف کی شناخت تو نہ ہو سکی لیکن اس کو یہ معلوم ہو گیا کہ لوح کوئی  
معمولی چیز نہیں اپنے اندر کوئی بہت بڑی فضیلت و اہمیت اور تقدیس و تحریم رکھتی ہے۔  
میجر گرینڈل کی سعی و وساطت سے لوح موصوف دست بدست منزلیں  
طے کرتی ہوئی پایاں کار افسر انچارج افواج برطانیہ لیفٹیننٹ جنرل ڈی۔ او۔ گلیڈ  
سٹون کے ہاتھ میں پہنچی۔ جس نے اس کو برطانوی ماہرین آثار قدیمہ کے سپرد کر دیا۔  
جنگ عظیم کے خاتمہ پر ۱۹۱۸ء میں اس لوح سے متعلق تحقیق و تدقیق کا یوں آغاز کیا گیا  
کہ السنہ قدیمہ کے ماہرین کی ایک خصوصی کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں امریکہ، برطانیہ،  
فرانس اور بعض دوسرے یورپی ممالک کے ”ماہرین قدیم لسانیات“ نے شمولیت کی۔

منقول از رسالہ ”تحقیقات غریبہ“ مؤلف ابو الحسن شیرازی ضمیمہ صفحہ ۲۱۔ کوالہ Wounder full Stories of Islam مصنف کرل بی۔ سی۔ ایپلے لنڈن صفحہ ۲۳۹۔



کئی ماہ کی دیدہ ریزی دماغ سوزی، کاوش شدیدہ اور محنت شاقہ کے بعد یہ راز کھلا کہ یہ ایک مقدس لوح ہے جو لوح سلیمانی کہلاتی ہے۔ اور اس پر جو الفاظ منقش ہیں وہ قدیم عبرانی زبان کے ہیں جو زبور اور غزل الغزلات میں استعمال ہوتے تھے۔

ماہرین کی مساعی بار آور ہوئیں اور ۲۱ جنوری ۱۹۲۰ء کی صبح کو وہ اس صدیوں کے سرمکتون اور راز مکتوم کو منکشف کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

لوح مقدسہ کے الفاظ مع ترجمہ یہ ہیں:

J J J J J (الہ) J J J J (الحمد) J J J J (الہ)  
(ہاتھول) J J J J (حاسن) J J J J (حاسین)

یاہ یاہ یاہ (یا علی! ایری مدد کیو)

J J J J J J J J J J

یاہ یاہ یاہ (یا احمد بنیو)

J J J J J J J J J J

یاہ یاہ یاہ (یا ہاتھول رکر)

J J J J J J J J J J

یاہ یاہ یاہ (یا حسن کرم زماڈ)

J J J J J J J J J J

یاہ یاہ یاہ (یا حسین خوشی کس)

J J J J J J J J J J

یاہ یاہ یاہ (یا علی! یا علی! یا علی!)

J J J J J J J J J J

J J J J J J J J J J





رہی۔ ہے۔ (۱)

لیکن کسی دانائے ”دیوار ہم گوش وارد“ غلط نہیں کہا ہے جس بات کو اخفا و اکتام کے آہنی پردے میں لپٹنے کی کوشش کی جائے وہ کسی نہ کسی ذریعہ سے ظاہر ہو کر رہتی ہے۔ دیکھ لیجئے! لوح موصوف کی تحقیق مکمل ہونے کے بعد جو اسرارِی گفت و شنید ماہرین اور محققین کے درمیان ہوئی وہ درودِ دیوار نے سنی، وہ باغ و بہار نے سنی وحش و طیر نے سنی، باد و آب نے سنی اور ہوتے ہوتے نسیم سحر اور شمیم گلشن کی طرح متعدد افراد تک پہنچ گئی۔ اس لئے کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہ محمدؐ اور علیؑ کے رحمانی نور کو پھیلنے سے روکے۔ کسی کی طاقت نہیں کہ وہ نفوسِ قدسیہ خمسہ کے روشن چراغوں کو کفر کی پھونکوں سے بجھا سکے۔

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے:۔ وڈرفل سٹوریٹ، اسلام مصنفہ کٹرل پی۔ سی۔ ایبل لندن صفحہ ۲۳۹۔ رسالہ تحقیقات غریبہ مولفہ ابو حسن شیرازی صفحہ ۲۳۲۔

(نوٹ) دوسری زبانوں کی طرح عبرانی میں بھی ہر زمانہ میں تبدیلیاں ہوتی رہیں اور اس کے حروف میں بھی رد و بدل کیا جاتا رہا۔ حضرت سلیمانؑ کے دور کی جس عبرانی عبارت کو بیان کردہ فقرتی لوح مقدس سے لیا گیا ہے اس کے حروف جنہی بقول محققین اللہ قدسیہ درج ذیل ہیں لیکن مروجہ عبرانی کے حروف ابجد بائیں سے دائیں کو لکھے جاتے ہیں جن کی اشکال یہ ہیں:

(ج۔ گ۔ خ۔ گ۔ ح۔ ط) (ب۔ پ) [ (ع۔ د۔ م) (ذ۔ ض۔ ع۔ ز) (د۔ ذ) (و) (م  
(د۔ د) ۴ (و) ۵ (ی۔ ی۔ ی۔ ی) ۶ (ا) ۷ (ح) ۸ (ع) ۹ (و) ۱۰ (و) ۱۱ (و) ۱۲ (و)  
دک۔ کم۔ خ) ۱۳ (ف۔ پ۔ ب) ۱۴ (ع) ۱۵ (و) ۱۶ (و) ۱۷ (و) ۱۸ (و) ۱۹ (و) ۲۰ (و)

ملاحظہ ہوا۔ دی بک آف لینگوا سحر مصنفہ ناسل داو صفحہ ۸۹ ۲۔ تاریخ اللہ مطبوعہ دمشق مصنفہ عامر صفحہ ۲۱۱  
۳۔ اللسان قاہرہ صفحہ ۵۳

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَهِهِمْ وَ اللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ  
وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ (٨:٢١)

یہ لوگ اپنے منہ سے (پھونک مار کر) خدا کے نور کو بجھانا  
چاہتے ہیں حالانکہ خدا اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا اگرچہ  
کفار برا (کیوں نہ) مانیں۔

ہاں تو لیجئے! اس وقت اس لوح مقدس کی نسبت لوگوں میں جو چہ گویاں  
شروع ہوئیں ان کا ایک ہلکا سا نمونہ دیکھئے:

ٹامس: ارے ولیم! تو نے وہ چاندی کی تختی والی خبر سنی!  
ولیم: جی ہاں نی اور حیرت و استعجاب سے انگلیاں چبا کر سنی۔  
ٹامس: پھر تم نے کیا رائے قائم کی؟

ولیم: یہ بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے ٹامس۔ ہمارے مذہبی راہنماؤں کی رائے کچھ  
بھی ہو، مگر میں تو ....

ٹامس: ہاں ہاں کہو! تم رک کیوں گئے۔ ہر شخص کو اپنے ضمیر کی آزادی  
حاصل ہے۔ اور پھر یہ کوئی باغیانہ سیاسی مسئلہ تو نہیں ہے کہ باز پرس اور  
گرفتاری کا خوف ہو... ہاں بولو اور بے تکلف بولو!

ولیم: بھائی ٹامس! میرا ضمیر تو یہ کہتا ہے اسلام سچا دین ہے اور آخر وہی  
غالب آئیگا۔ ٹامس تم غور کرو کہ پچھلے پیغمبروں نے ہزاروں برس پہلے اس  
آنیوالے ختم المرسلین کی نہ صرف خبریں ہی دی ہیں بلکہ ان سے  
فریادیں بھی کیں ہیں اور امدادیں بھی چاہی ہیں۔ اور برانہ مانو تو سچ کہہ  
دوں کہ ہماری بائبل میں بھی ایسی بہت سی پیشگوئیاں موجود ہیں۔ جن



سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ محمد آخری نبی ہیں اور علی ان کے نائب ہیں۔ اور ان سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ بے مثال و لازوال اور عجیب و غریب فضائل و مراتب والی ہوگی اور.....

ٹامس: خوب! بہت خوب! واقعی صحیح کہہ رہے ہو اگر تعصب کی پٹی اتار کر دیکھا جائے تو سابقہ کتب سماوی یعنی زبور توریت اور انجیل سے سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اسلامی تاریخ کو پڑھو۔ اس میں علی اور حسینؑ کی شجاعت کے جو ہوشربا کارنامے درج ہیں۔ ان کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر خدائی طاقتیں بھی تھیں جو بشری طاقتوں سے بالاتر ہیں۔

ولیم: یہی تو میں کہہ رہا تھا تاریخی واقعات غلط نہیں ہو سکتے دنیا نہیں مانتی تو نہ مانے۔ مگر ذات خدا خود ان کی مدح کر رہی ہے۔ میں نے بڑی مدت سے سن رکھا ہے کہ قرآن میں محمد علیہ السلام اور ان کے اہل بیتؑ کی بزرگی اور تقدیس کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے۔ اب ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہم کونسا راستہ اختیار کریں۔ وحیت کی لکیر پیٹتے رہیں یا تلاش حق کے لئے کسی اور میدان میں بھی ہاتھ پاؤں ماریں۔

ٹامس: بھائی ولیم! تم مانو یا نہ مانو میں تو مسلمان ہو گیا۔ آج سے مجھے اسلام کے ان پنجتن پاکؑ کا بے دام غلام سمجھو جن کے مقدس نام چاندی کی اس تختی پر مرقوم ہیں۔

ولیم: تو پھر دیر کیا ہے؟ چلو کسی اسلامی ملک میں چلیں اور کلمہ پڑھ لیں۔

ٹامس: اچھا یہ بات ہے؟... کیا واقعی!

ولیم: جی ہاں! یقین کرو کہ میں تم سے پہلے یقین لا چکا ہوں مگر ہمیں کسی اسلامی ملک میں جانے کی ضرورت نہیں۔ ایران کے ایک مجتہد صاحب نیوکیسل میں آئے ہوئے ہیں۔ چلو ان کے پاس جا کر اسلام قبول کر لیں۔

یہ کہہ کر دونوں خوش نصیب نیوکیسل روانہ ہو گئے۔ اور مولانا حسن مجتبیٰ تہرانی کی خدمت میں پہنچ کر دولت اسلام سے مالا مال ہوئے۔ ٹامس کا نام فضل حسین اور ولیم کا نام کرم حسین رکھا گیا۔ اس واقعہ کے دو سال بعد ۱۹۲۵ء میں یہ دونوں نیک بخت زیارت بیت اللہ اور زیارت کربلائے معلیٰ سے بھی مشرف ہوئے۔

(ماخوذ از مسلم کرائیکل لنڈن ۳ دسمبر ۱۹۲۶ء رسالہ الاسلام دہلی فروری ۱۹۲۷ء)

داؤد کی زبور اور سلیمان کی غزل الغزلات کے قصے پرانے ہو چکے اور چاندی کی تختی والی کہانی بھی چالیں بیٹائیں برس کی پرانی ہے۔ اس کو چھوڑیے اور ایک تازہ ترین تحقیق کی بات سنئے:

۱۹۵۱ء کی جولائی میں روسی ماہرین کی ایک ٹولی وادی قاف میں دیکھ بھال کر رہی تھی۔ غالباً کسی نئی کان کی تلاش میں مصروف تھی۔ کہ ایک مقام پر لکڑی کے چند بوسیدہ ٹکڑے نظر آئے گروپ آفیسر نے اس جگہ کو کریدنا شروع کیا۔ تو معلوم ہوا کہ بہت سی لکڑیاں سنگلاخ زمین میں دبئی ہوئی ہیں۔ ماہرین نے چند سطحی علامات سے اندازہ کیا کہ یہ لکڑیاں کوئی غیر معمولی اور پوشیدہ راز اپنے اندر رکھتی ہیں انھوں نے اس مقام کی کھدائی نہایت توجہ سے کرائی۔ بہت

سی لکڑیاں اور کچھ دیگر اشیاء برآمد ہوئیں۔ لکڑی کی ایک مستطیل تعویذ نما لکڑی بھی دستیاب ہوئی۔ مگر ماہرین یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ باقی لکڑیاں تو مردور ایام سے بوسیدگی اور کھنگنی اختیار کر چکی ہیں۔ لیکن ۱۲ انچ طول اور ۱۰ انچ عرض رکھنے والی یہ تختی امتدادی تغیرات سے محفوظ ہے۔ اور خفیف ارضی اثرات قبول کرنے کے سوا اس میں کوئی خشکی پیدا نہیں ہوئی۔ ۱۹۵۲ء کے آخر میں ماہرین نے اپنی تحقیقات کو لباس تکمیل پہنا کر یہ انکشاف کیا مذکورہ لکڑی حضرت نوح کی اس معروف عالم کشتی سے تعلق رکھتی ہے جو کوہ قاف کی ایک چوٹی جو دی (۱) پر آکر ٹھہری تھی۔ اور یہ تختی بھی جس پر کسی قدیم ترین زبان کے چند حروف کندہ ہیں اسی کشتی میں لگی ہوئی تھی۔

قارئین کرام اطمینان رکھئے تختی کے حروف انشاء اللہ پڑھے جائیں گے اور ان کا مطلب بھی چند لمحات کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا۔ مگر تھوڑی دیر کے لئے کشتی کی لکڑیوں اور تختی کو یہیں چھوڑیے اور چلئے حضرت نوح کے زمانہ کی طرف۔

آٹھ نو سو سال کا بزرگ شارع عام کی ایک ٹکڑ پر کشتی بنا رہا ہے۔ وہ قوم کو سینکڑوں برس دعوت دیتا رہا۔ ”یا قوم انی لکم نذیر مبین“ لوگو میں تمہیں ڈرانے

(۱) جدید ماہرین آثار قدیمہ۔ مورخین اور محققین نے بدلائل واضح کیا ہے کہ مشہور تصوراتی ”پرستان“ والا کوہ قاف روس میں واقع ہے۔ اور اسی کا بلند ترین حصہ کوہ جو دی کہلاتا ہے۔ اس کی تفصیل متعدد کتب تواریخ میں مذکور ہے۔ (محمود)



اور آخرت کا خوف دلانے آیا ہوں۔ ”ان اعبدونی و اتقوہ“ پس اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈر کر پرہیزگار بن جاؤ۔ لیکن سنگدل قوم ذرا نہ سنجی اور خدائی پیغام اور خدائی وعید کا کوئی اثر قبول کرنے کی بجائے التا تمسخر کرتی اور طرح طرح کے ظلم توڑتی رہی۔ آخر تک آکر اس بزرگ نے ”رب لا تذر“ کے مہیب الفاظ میں بددعا کی کہ الہی ایسا طوفان نازل فرما اور ایسے سیلاب کو عذاب مہین کا جامہ پہنا کہ ان کافروں میں سے ایک بھی بچ کر نہ نکل سکے۔

ہاں! یہی ہے نوح جو بڑی تیزی سے کشتی بنانے میں مصروف ہے۔ وہ کبھی تختیاں جوڑتا ہے اور کبھی میخیں لگاتا ہے وہ کبھی آہ و زاری بھی کرتا ہے اور آنسو پونچھتے ہوئے کچھ پڑھتا بھی جاتا ہے۔ ذرا کان لگا کر سنیے کہ کیا کہہ رہا ہے وہ:

اللهم احفظی برحمتک خداوند! اپنی رحمت کے ذریعے مجھے محفوظ رکھ!

اللهم نجنی و عافنی الہی! مجھے نجات دے اور عافیت بخش!

اللهم افتح لی ابواب فضلک اللہ میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول

دے۔ اپنے آخری نبی کے وسیلہ سے۔

بو سيلة امامک الاول اپنے پہلے امام کے وسیلہ سے۔

اسمہ المعظم ایلہاء جس کا بزرگ نام ایلہا ہے۔

بو سيلة سیدہ العالمین اور دونوں جہانوں کے سردار کے وسیلہ سے۔

بو سيلة الشہیدین دونوں شہیدوں کے وسیلہ سے۔

بو سيلة صبی المعصوم اس معصوم بچے کے وسیلہ سے۔

تجر ح عنقہ بالرمی جس کی گردن تیر سے زخمی کی جائے گی۔

بو سيلة مطہرہ اس پاک بی بی کے وسیلہ سے

جس کے سر پر کوئی کپڑا نہ رہیگا۔

لا ثوب لہا لراسہا

تمام معصوموں اور مظلوموں اور

بوسيلة جميع المعصومين

پاک ہستیوں کے وسیلے سے۔

المظلومين المقدسين (۱)

وہ جس درد اور تضرع سے دعا مانگ رہا ہے اور جس غم و الم سے فریاد کر رہا

ہے۔ اس کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔ پڑھتا ہے اور روتا ہے، روتا ہے اور پڑھتا ہے۔ ہاں! وہ کشتی بنا رہا ہے لوگ اس کے قریب سے گزرتے ہیں۔ اسے کشتی بناتے دیکھتے ہیں اور اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اور اس پر آوازے کتے ہوئے کہتے ہیں۔

ہونہہ! کیکھونا اس بڈھے کھوسٹ کو زیادہ عمر پانے سے شاید عقل ماری گئی

ہے اس کی کہ سودائیوں کی طرح چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ لوگو! توبہ کرو اور بتوں کی پوجا چھوڑ دو۔ ورنہ طوفان آئیوا لا ہے اور سیلاب تمہیں غرق کر دے

گا۔ اف کتنا جھوٹ ہے۔ بارہ برس ہو گئے۔ آسمان پر بدلی تک نہیں دیکھی۔ زمین بارش کے ایک ایک قطرے کو ترس رہی ہے اور یہ کہتا ہے کہ سیلاب آئے گا۔ طوفان آئے گا اور خلقت تباہ ہو جائے گی۔ ہے ناسفید جھوٹ۔۔۔۔

اور نوح اپنے کام میں مگن اپنی دعاؤں میں مصروف کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

ایک مکان میں تنور جل رہا ہے، عورتیں روٹیاں لگا رہی ہیں وہ روٹیاں

لگاتی جاتی ہیں اور نوح کی کہانی چھیڑتی جاتی ہیں۔ اری بہن کیا ہو گیا! اس بڈھے کے

(۱) مراہ الدقیق فی تحقیق مہتق مولفہ ابن سراج الصفانی مطبوعہ بغداد۔ کتاب العجائب مصنفہ عبد البر سترائی العراقی۔

نوادرا للتحقیق مولفہ محمد قدیر العلوی۔ اعجاز الانبیاء مصنفہ سرمدی مطبوعہ ایران۔ کتاب آثار الغربیہ مصنفہ ابوالفتح زنجانی۔

اخبار الآثار مطبوعہ مصر سیرۃ المرسلین مولفہ محمد کبیر خان شیرازی مطبوعہ ایران۔

دماغ کو کہ لوگوں کو بت پرستی سے روکتا ہے۔ اور یہ ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے کہ ایک خدا کو پوجو ورنہ غرق ہو جاؤ گے۔ تو کیا ہم اس کے کہنے اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں اپنے دُور، یعوق، نثر اور آساف (۱) کو توڑ دیں۔

شیطان کی بیٹیوں نے نوح کی خوب نقلیں اتاریں اور منہ بنا بنا کر زور زور سے قہقہے لگائے۔

قہقہوں کی گونج ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ جلتا ہوا تنور زور سے پھٹا اور پانی کا ایک دھارا شدت سے پھوٹ کر بہنے لگا۔ حق کی غیرت جوش میں آئی۔ سیلاب دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رہا تھا۔ مخلوق ڈوبتی جا رہی تھی اور..... نوح..... یا ربی ورب السموت والارض۔ یا محمد سید الکونین والثقلین یا ایلٰی امام الذرین .. کہہ کہہ کر کشتی میں اپنے رفقاء خاص کے ساتھ سوار ہو رہا ہے۔ کشتی تیر رہی تھی اور پانی کے تھپڑے بلند ہو کر گناہوں کی دنیا اور اس کی پر معاصی مخلوق کی غرقابی کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ اہل بیت کا مسئلہ سامنے آ گیا۔

خدائے عادل نے اپنے نوح نبی سے وعدہ فرمایا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچاؤں گا ایک مقام پر کوئی انسانی سر پانی سے ابھرا۔ اور دودناک چیخ کے ساتھ آواز آئی ابا جان! مجھے بچا لیجئے! شفقت پدري غالب آئی۔ نوح نے اپنے بیٹے کا بازو پکڑنے کو ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ حکم الہی نے وہیں کا وہیں روک دیا یہ کہہ کر کہ اے نوح! خبردار اسے مت پکڑ۔ یہ تیرے اہل میں سے نہیں ہے۔ کمبخت عمر بھر تیری تکذیب و تکفیر کرتا رہا اور تجھ سے اور تیرے رفیقوں سے دشمنی کرتا رہا۔ اب کہتا ہے کہ مجھے بچا لو..... دیکھ تیرے اہل وہ..... اور صرف وہ ہیں جو کشتی میں تیرے ساتھ ہیں اور جو ابتدا

(۱) پرانے بتوں کے نام۔ کافر و شرک اقوام ان کی پوجا کرتی تھیں قرآن کریم میں انکا تفصیلی حال مذکور ہے۔



سے ہی تیرے تربیت یافتہ اور سچے اطاعت گزار چلے آ رہے ہیں۔

محمد رسول اللہ کے اہل بیت کی شان اور منصب سے بیگانہ لوگ کہتے ہیں کہ فلاں اور فلاں بھی تو رسول کے تعلق دار تھے۔ قریبی رشتہ دار تھے پھر انھیں کیوں اہل بیت نبوی میں شامل نہیں کیا جاتا؟ اور کیوں ان کے نام اغیار کی فہرست میں درج کیے جاتے ہیں۔ اس اعتراض کا جواب خود معترضین کو سوچنا چاہیے کہ رسول کے ”ذوی القربیٰ“ بننے کے لئے ایک شرط بطہر کم تطہیرا بھی تو تھی۔ جو خیرانی مہابہ میں پوری ہو چکی۔ اور جس جس کو اہل بیت میں شریک ہونا تھا اس وقت شامل ہو چکا۔ پھر گنجائش کہاں رہی کہ نذید، عمر، بکرو وغیرہ کو بھی زبردستی اہل بیت میں سمجھ لیا جائے۔

ہاں! پیغمبر اعظم نے یہ ضرور فرما دیا کہ ”مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ النوح من دخلھا فنجی“ میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے کہ جو اس میں داخل ہوا اور کما حقہ اطاعت کی وہ نجات پا گیا۔

نوح کی کشتی عالم نسیان و عداوت اور اس کی عبرتناک سزایابیوں کے مناظر دیکھتی ہوئی بالآخر مقام معینہ پر پہنچی۔ اللہ کا نبی اپنے ساتھیوں سمیت کشتی سے نیچے اترا۔ اس نے تشکر و اعتنان کے طور پر نفل ادا کئے اور حمد و ثنا کہتا ہوا یوں لب کشا ہوا:

انی احامد اللہم لا تعد میں تیری بے حساب تعریف کرتا ہوں

انی اشکرك لا عدد پروردگار تیرا بے شمار شکر ہے۔

احفظنی بعذاب الابد تو نے مجھے شدید عذاب سے بچایا۔

والشکر لرسولک الاحمد اور تیرے رسول احمد کا بھی شکر گزار ہوں

والایلیاء من استمد اور اس ایلیا کا بھی شکریہ جس نے مدد فرمائی۔

من فی بیتک ولد وہی ایلیا جو تیرے گھر میں جنم لے گا۔

و بنت نبیک محمد

اور تیرے نبی محمد کی بیٹی کا بھی شکریہ۔

ایناهما من امدد

اور انکے دونوں بیٹوں کا بھی مشکور ہوں جنہوں

نے میری امداد کی۔

اس بات کو سینکڑوں نہیں ہزاروں برس بیت گئے۔ کسی کو یاد بھی نہیں رہا کہ نوح کی کشتی کہاں ٹھہری تھی۔ قاف کہاں ہے اور جودی کہاں ہے۔ مگر وہ قادر قدیر جس نے اپنے محبوب کو ”ورفعنا لک ذکرك“ کی بشارت دیکر اہل عالم کو آگاہ کر دیا ہے۔ کہ محمد و آل محمد کا اسم معظم ہمیشہ بلند ہوتا رہیگا۔ اسی مسبب الاسباب نے ایسے سامان پیدا کر دیئے کہ نفوس قدسیہ کے اسمائے گرامی ایک دفعہ پھر اپنے اعجاز و کرامات اور اپنی رفعت و علویت کے ساتھ ابھریں اور اسی ملک میں ابھریں جو ہستی باری تعالیٰ کا منکر ہے۔ ان زبانوں پر ان کا ذکر پاک آئے جو اپنے خالق کا نام لینے سے بھی عاری ہیں۔

اللهم صل علی محمد و آل محمد

ہاں! تو یہ بات چل رہی تھی روس کی تازہ ترین تحقیقات اور جدید ترین انکشاف کی سو اس تفصیل کا اجمال یہ ہے کہ جب یہ تحقیق ہو چکی کہ قاف سے برآمد ہونے والی لکڑیاں واقعی کشتی نوح کی ہیں تو اب یہ امر تشنہ تحقیق رہ گیا کہ پراسرار چوبی تختی اور اس پر لکھے ہوئے حروف کی کیا حقیقت ہے۔

روس کی سوویت حکومت کے زیر اہتمام اس کے ریسرچنگ ڈیپارٹمنٹ نے مذکورہ تختی کی تحقیق کے لئے ماہرین آثار قدیمہ کا ایک بورڈ قائم کیا۔ جس نے ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کو اپنا کام شروع کر دیا اس بورڈ کے اراکین مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) سولے نوف..... پروفیسر ماسکویونیورسٹی شعبہ لسانیات

(۲) ایفا بان ضیو.... ماہر السنہ قدیمہ.... لولوہان کالج جانا

(۳) یشائین۔ لو۔ فارنگ..... افسر اعلیٰ آثار قدیمہ

- (۴) تانمول گوروف..... استاد لسانیات کبیر و کالج  
 (۵) ڈی۔ راکن..... ماہر آثار قدیمہ..... پروفیسر لائسن انسٹی ٹیوٹ  
 (۶) ایم احمد کولاڈ..... ناظم زنگومن ریسرچ ایسوسی ایشن  
 (۷) میجر کولٹوف..... نگران دفتر تحقیقات متعلقہ اسٹالین کالج۔

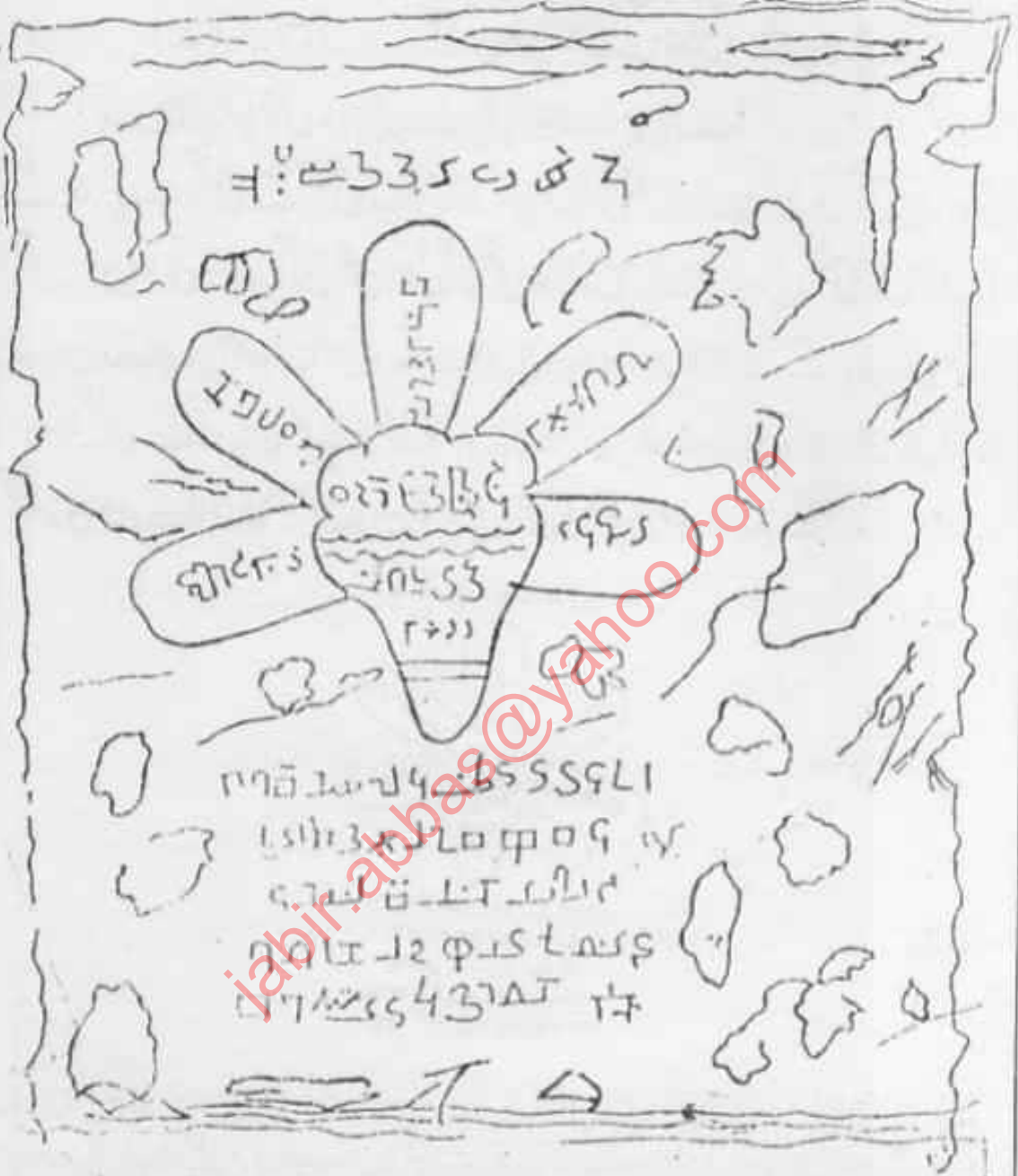
چنانچہ ساتوں ماہرین نے اپنی تحقیقات پر پورے آٹھ مہینے صرف کرنے کے بعد پراسرار تختی کے متعلق یہ انکشاف کیا کہ جس لکڑی سے نوح کی کشتی تیار ہوئی تھی۔ اسی لکڑی سے یہ تختی بھی بنائی گئی تھی اور نوحؑ نے اس کو اپنی کشتی میں تبرک و تقدیس کے طور پر حصول امن و عافیت اور ازدیاد برکت و رحمت کے لئے لگایا تھا۔ موصوفہ تختی کے درمیان ایک پنجہ نما تصویر ہے۔ جس پر قدیم سامانی (۱) زبان میں ایک مختصر سی عبارت اور کچھ تبرک نام مرقوم ہیں جن کی شکل و صورت یہ ہے:



(۱) زمانہ نوح میں اور پھر اس کے بعد چند ازمہ میں جو زبانیں رائج تھیں ان کو سامی یا سامانی زبانیں کہا جاتا ہے۔ چنانچہ عبرانی، سریانی، قبطی، عربی وغیرہ سامانی ہی کی شاخیں ہیں۔ جناب آدم ثانی نوحؑ کی اولاد میں اور ان کے رفقاء کار کی نسلیں جہاں جہاں آباد ہوئیں وہاں نئی زبانوں نے معمولی تصرف و تکلف کے ساتھ نیاروپ دھارا۔ اور ترقی کرتے کرتے کہیں کی کہیں پہنچ گئیں۔ مورخین و محققین نے یہاں تک دریافت کیا ہے کہ ترکی، ایرانی، ژندی، پارژندی وغیرہ بھی سامانی سے ہی نخرج ہیں قطع نظر اس کے کہ عربی اور سنسکرت کو قدیم ترین زبانیں ہونے کا دعویٰ ہے اور ادھر برطانوی ماہرین انگریزی زبان کو (Head of the Languages) زبانوں کی ماں کہہ رہے ہیں۔ بہر کیف قدیم سامانی اکثر زبانوں کا منبع اور مصدر ہے۔ اور اس رسم الخط میں تبدیل ہو کر عجیب و غریب شکلیں اختیار کرتا رہا ہے۔



# روح المقدس الخشب يتعلق بفلك النوح



شقي نوح كاشفي نوح مقدس كي یہ تصویر روزنامہ "الہمی" قاہرہ بابت ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء سے نقل کی گئی بمقام لاہور  
 ماسکو نومبر ۱۹۰۳ء وقت روزہ MIRROR لندن بابت  
 13/8/54 - ۱۲ گورہ اخبار میں روتی ماسکو  
 ТАРАДИЕНОБ

محمود گیلانی 15/8/53

روسی (۱) ماہرین نے ان حروف کو آٹھ ماہ کی دماغی کاوش اور مغز ماری کے بعد بمشکل تمام پڑھا اور ان کے تلفظ کو روسی زبان میں یوں منتقل کیا۔ (۲)

АБГНАТ - ЕЕЛТЛМ

راؤپر کے حروف ۱۔ انبشاہ الیہم

БІКЛ ОЕАЖ

پنجے کے درمیانی ۱۔ ای قل بیدج

ФДРЕАЩН

فوریک بن

زی شاؤ 3Y9Ü

НОТАМЕАА

محمد

پنجے کے دائیں سے بائیں ۱۔

АЕЛТІАТ

ایلیہ

شبرا 400PA

ЧОСБІРА

شیرا

فاطم ҒАБЭМ

ТСЕОМАОÜНАФЕСО

پچلے حروف ۱۔ غقیوما یون افیقو

АСТСАДЫМАЗУНЕТ

ابھکاری مالک بونہ

ТЛАТЛБЫУОР

تلال بلالہ

ЖЕТӨАРҮВБІТАЧ

نھترو بی ہاش

KӨQAEAEESÖJH

کوتاکیشولہ

(۱) ماہنامہ چھوستر ТҢӨАӨЕНЗӨ کا سکو۔ بابت ماہ نومبر ۱۹۵۳ء اخبار "weekly mirror" ۲۸ دسمبر ۱۹۵۳ء

لنڈن۔ روزنامہ "الہدیٰ" قاہرہ ۳۱ مارچ ۱۹۵۳ء۔

(۲) روسی رسم الخط کے تقریباً ۷۰ حروف انگریزی حروف سے جدا گانہ ہیں اور وہ ہیں۔۔۔۔۔ چھوستر۔۔۔۔۔

G(s) Ң (N) T(M) Ъ (J) Л (L) Ж (H) О (B) K(C) Д (D) Ф (F)

О (O) П (P) Р (R) Ь (T) В (M) З (Z) Ч (SH)

مسٹر این۔ ایف۔ ماکس ماہر السنہ قدیمہ برطانیہ (مانچسٹر انگلینڈ) نے  
ان الفاظ کا انگریزی میں ترجمہ یوں کیا ہے (۱):

O my God my Helper. اے میرے خدا میرے مددگار!  
Keep my hand with mercy. اپنے رحم و کرم سے میرا ہاتھ پکڑ  
And with your Holy Bodies. اور اپنے مقدس نفوس کے طفیل

Muhammad

محمد ﷺ

Alia

الیاء

Shabbar

شبر

Shabbir

شبیر

Fatima

فاطمہ

They are all biggest and Honourable.

یہ تمام عظیم ترین اور واجب الاحترام ہیں

The world Established for them.

دنیا ان ہی کے لئے قائم ہے

Help me by their names. you can  
reform to right.

ان کے ناموں کی بدولت میری مدد کر۔ تو ہی سیدھے راستے کی  
طرف ہدایت کرنے والا ہے۔

(۱) ماہنامہ "اشار دی بری نئے نیا" ماہ جنوری ۱۹۵۳ء مطبوعہ لندن۔ اخبار "سن لائٹ" مانچسٹر  
۲۳ جنوری ۱۹۵۳ء۔ اخبار "ویکلی مرز" لندن یکم جنوری ۱۹۵۳ء لندن۔



القصہ جب یہ عبارت منظر عام پر آئی تو مالا احدہ وزنادقہ اور کفار و منکرین کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہیں شدید حیرت میں مبتلا اس بات نے کیا کہ کشتی کی تمام لکڑیاں خوردہ و بوسیدہ حالت میں برآمد ہوئیں مگر نفوس قدسیہ خمسہ کے اسمائے پاک والی یہ تختی ہزار ہا سال گزرنے پر بھی محفوظ رہی۔ اور تغیرات ازمنہ اس کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے۔ سبحان اللہ و بحمدہ۔ یہ تختی روس کے مرکز آثار و تحقیقات (ماسکو) میں حفاظت سے رکھی ہوئی ہے۔

مہاتما بدھ کا نام نامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ ایک والی ریاست کے فرزند ارجمند تھے۔ ان کی ابتدائی زندگی اور پھر انکی مہاتمائی وغیرہ سے مختلف کتب تواریخ میں مختلف روایات ملتی ہیں جن میں مشہور عام قصہ یہ ہے کہ:

جوتشیوں نے ان کے والد سے کہہ دیا تھا کہ راجہ! جوڑ کا تمہارے ہاں پیدا ہو نیوالا ہے وہ شباب سے پہلے سادھو اور ہوگی بن کر جنگل میں رہائش اختیار کر لے گا۔ اور راج کا ج کو تیاگ کر دنیا سے بے تعلق ہو جائے گا۔ تم اس کو جوان ہونے تک شاہی محلوں میں ہی رکھنا۔ اور اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام بھی محلات میں ہی کیجئے گا۔ چنانچہ بدھ نے جنم لیا تو نجومیوں کی ہدایات پر عمل کیا گیا محلات میں ان کی تربیت ہوتی رہی۔ اور ان کو ایک قابل ترین اتالیق کی نگرانی میں دے دیا گیا۔

بدھ جی جوان ہوئے تو انکی شادی بھی کر دی گئی۔ مگر اس بات کی سخت احتیاط رکھی گئی کہ باہر کی ہوا ان کے قریب سے بھی نہ گزرنے پائے۔ اور وہ کوئی بیرونی منظر نہ دیکھ سکیں۔ آخر ایک دن وہ باپ سے اجازت لے کر اپنے استاد کے ساتھ نکلے تو سب سے پہلے ایک ضعیف العمر آدمی لائٹھی کے سہارے چلتا دکھائی دیا۔ بدھ نے استاد سے پوچھا یہ کون ہے اور اس حالت میں کیوں ہے؟ استاد نے کہا: ہر انسان کو

بچے سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہونا پڑتا ہے۔ اور پھر وہ کمزور ہو کر لاشی کے سہارے چلنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

ذرا اور آگے بڑھے تو ایک شخص درد و تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ بدھ نے اس کی کیفیت پوچھی۔ تو جواب ملا کہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں بیمار بھی ہونا پڑتا ہے۔ اس سے آگے چلے تو ایک جنازہ نظر آیا۔ جس کے ساتھ لوگ روتے پیٹتے جا رہے تھے۔ بدھ نے اس کا حل دریافت کیا تو انہیں بتایا گیا کہ ہر آدمی آخر کار اپنی عمر گزار کر مر جائے گا۔ یہ شخص بھی مر چکا ہے اب اسے دفن کر دیں گے یا جلا دیں گے۔ پس اس قسم کے چند عبرت ناک مناظر دیکھ کر بدھ جی نے دنیاوی جاہ و حشم کو خیر باد کہہ دیا اور وہیں سے جنگل میں جا کر گیمیان دھیان میں لگ گئے۔

لیکن مذکورہ واقعات کو اگر حقائق کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ ساری داستان خود ساختہ اور بعید از عقل و قیاس معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ جناب بدھ ایک فرمانروا کے بیٹے تھے۔ بالفرض اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ان کے عقلمند باپ نے محض نجومیوں کے کہنے پر اپنے نور نظر کو طویل "قید تنہائی" دے دی تھی اور ایک سنگین مجرم کی طرح انہیں کال کوٹھڑی میں بند کر دیا تھا۔ جبکہ یہ بات فہم و ادراک سے بالاتر ہے کہ کیا اٹھارہ بیس برس کے تعلیمی کورس میں بدھ نے ایک مرتبہ بھی بوڑھا ہونے، بیمار پڑنے اور مرنے کا نام نہیں پڑھایا سنا تھا۔

حقائق پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش نہ کی جائے تو اصل حالات کو سامنے آتے دیر نہ لگے گی۔ اور مہاتما جی کی روح خود زبان سے بول اٹھے گی:

نہ سنتے تم جو غیروں کی زبانی  
بڑی دلچسپ تھی میری کہانی

بدھ جی کے درویش ہونے کا حقیقی واقعہ اگر ہم سنائیں گے تو ممکن ہے کسی کو اس پر یقین نہ آئے۔ آپ یہ واقعہ بدھ و دیا کے ایک گیانی شاستری ہی کی زبان سے سنئے۔ مسٹر ایل کے بھٹناگر ایم اے۔ آئی۔ ای۔ ایس اپنی تصنیف ”بودھیا چٹکار“ مطبوعہ ادکار پستکالیہ کانپور ۱۹۲۷ء میں لکھتے ہیں:

شری مہاتما بدھ جی مہاراج کی اہنتا اور جیون رکھشا (جانوروں کی حفاظت)، سادھونت (فقیری درویشی) اور دیدانت (اتحاد مذاہب) اور ان کی من پرکاشیا (روشن ضمیری) اور یوگ (محویت ریاضت عبادت) جوگ اور دوسرے آتمیہ (روحانی انقلاب) کا یا کھی کتھاؤن (واقعات قصے کہانیاں) کی نیوجوان (بنیاد) کی ودیا (علم و عرفان) اور ان کے شاستروں (کتب علم مذہبی) سے ملتی ہے۔ صرف یہ ہے کہ ایک دن شری پوجیہ (قابل پرستش) پادما جی اپنے محل میں سوئے ہوئے تھے کہ ایک دم چیخ کراٹھ بیٹھے۔ ان کے نینوں سے آنسوؤں کی بڑی بڑی لڑیاں ٹنک رہی تھیں اور وہ کسی بڑے ہی دکھ اور کلیش (رنج و الم) میں دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی چیخ سن کر ان کا وسید (وزیر تعلیم یا اتالیق اعلیٰ) یا منتری بھی چونک کراٹھ بیٹھا جوان کے پاس ہی ننڈیا (نیند سونا) کر رہا تھا۔ اس نے بڑے پریم سے تھاپنا دے کر پوچھا۔ راجکمار جی کیا ہوا آپ کو کیا کوئی بھیا نک سپنا (خوفناک خواب) دیکھا ہے؟ کیا کسی چیز سے ڈر لگا ہے؟ مہاتما جی نے



ٹھنڈی آہ بھر کر کہا: کچھ نہیں منتری جی! دیکھا تو پسنا ہے مگر پسنا نہیں کچھ اور ہے۔ ہاں! کچھ اور ہے۔ منتری نے ان کے سیوا کی بڑی بیتی (گزارش) کی تب مہاتما جی نے کہا: منتری جی تم جانتے ہو کہ میں دھارمک (مذہبی کتابیں) پستکیں بڑے غور سے پڑھتا ہوں اور دھرموں کے بکھیڑوں کی چھان بین کرتا رہتا ہوں۔ تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں ایشور بھگتی (خدا کی پرستش) کی بڑی اچھیا (خواہش طلب) رکھتا ہوں اور بھگوان کے چتکار (خدا کا جلوہ، معجزہ یا نظارہ) دیکھنے کے لئے جنگلوں اور پہاڑوں میں چلا جاتا ہوں۔ اور آج کی کچھ نہ پوچھو! کسی پریم آتما (بہت بڑی روح) نے مجھے اشیر باد دی ہے کہ تمہاری تپسیا (عبادت) سہل (بندگی کا قبول ہونا) ہوئی۔ جاؤ۔ میرے نام کی مالا چپو۔ جو چاہو گے مل جائے گا میرا نام آلیا ہے۔ مجھے ملنا ہو تو میرا مکان پوتر استھان (مقدس مقام۔ کعبہ شریف) میں چلی ہوئی دیوار کے پاس ہے۔ میں وہاں تمہیں ایک بالک (۱) کے روپ میں ملوں گا۔ مگر وہ سے (زمانہ۔ وقت) ابھی بہت دور ہے۔

حضرات غور فرمائے اور بدھ جی کے خواب پر بار بار نگاہ کیجئے کہ ان کی رویا کا ایک ایک لفظ اپنی ترجمانی آپ کر رہا ہے۔ مہاتما جی کے پریم آتما نے کتنے صاف

(۱) بچہ۔ انجیل میں بھی ملی کو بچہ کہا گیا ہے۔ لکھا ہے: میں تم کو بچہ کہتا ہوں کہ جو کوئی خدا کی بادشاہی کو بچے کی طرح قبول نہ کرے۔ اس میں ہرگز داخل نہ ہونا (مرقس باب ۸ فقرہ ۱۵)

اور واضح الفاظ میں اپنا نام اور مقام ظاہر کیا ہے۔ آلیا یعنی علی جو عبرانی کے ایلیا یا ایللی کے مترادف ہے۔

پھر اس فقرہ پر توجہ کیجئے:

مجھے ملنا ہو تو میرا مکان پوتر استھان میں پھٹی ہوئی دیوار کے پاس ہے۔ وہاں میں تمہیں ایک ”بالک“ کے روپ میں ملوں گا۔

فرض کیجئے کہ پوتر استھان (پاک جگہ) اور بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کی نشانی یہ بتائی ہے کہ اس (کعبہ) کی دیوار پھٹے گی اور میں وہاں بالک کے روپ میں یعنی ایک بچے کی صورت میں ملوں گا۔ کیسے صریح لفظوں میں حرم کے اندر ولادت پانے کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

اب بھی اگر گمان ہو تو اس کا ہے کیا علاج

علاوہ بریں اپنا نام اور مقام بتانے کے ساتھ ہی ساتھ بدھ جی کو اپنے عظیم الشان مرتبہ سے بھی روشناس کروایا ہے۔ اور ہدایت فرمائی ہے:

”میرے نام کی مالا جیو۔ جو چاہو گے مل جائے گا۔“

علیٰ سے عقیدت اور تولی رکھنے والا کون نہیں جانتا کہ آپ ہر دکھ کی دوا اور ہر مشکل میں حاجت روا ہیں۔ اگر خلوص دل سے حضور کا دامن پکڑا جائے تو انشاء اللہ بلاتا خیر مشکل کشائی ہوتی ہے۔ اور مانگنے والے کو در علیٰ سے سب کچھ ملتا ہے۔

بدھ جی نے اپنا خواب ابھی پوری طرح بیان نہیں کیا ہے۔ آگے چل کر وہ اپنے سپنے کا باقی حصہ یوں دوہراتے ہیں:

منتری! یہ کہہ کر اس نے ایک چمکتی ہوئی تلوار نکالی

اور گرجدار آواز میں کہا۔ دیکھ! میں سنگھ (۱) ہوں۔ مجھے پریشور (۲) نے سنگھ بنا کر بھیجا ہے۔ جا سنسار کو پاپوں اور پرادھوں (۳) سے روک۔ من کے روگ ہٹا۔ ہر دے (۴) کو ستھرا کر۔ پرالبدھ (۵) ٹھیک ہو جائے گی۔ میرے مہاراج (۶) آئیوا لے ہیں ان کا کہنا مان۔ اور میرے مہاراج کے مہاراج کا بھی۔ دیکھ! دیکھ میں تجھے اپنا گولا (۷) اور چیلہ (۸) بنا کر اس ملک کی شودھنا (۹) کے لئے بھیجتا ہوں۔ دھوکہ نہ کھانا۔ کبھی کشت (۱۰) کنٹھن آجائے تو میرا نام چپنا۔ میں پہنچ جاؤں گا۔

بدھ جی کے خواب کا یہ حصہ اور بھی قابل غور ہے۔ جناب آلیا۔ ایللی ان کو اپنی تلوار (ذوالفقار) دکھا رہے ہیں۔ اور پھر اپنا خطاب یا لقب بھی بتا دیا ہے۔ ”میں سنگھ ہوں پریشور نے مجھے سنگھ بنا کر بھیجا ہے۔“ یہ اسد اللہ الغالب یا شیر خدا کے ہم پلہ الفاظ ہیں۔ یعنی میں خدا کا شیر بن کر آیا ہوں۔ کوئی بتائے کہ علی کے سوا کون شیر خدا کہلایا۔ آدم سے لیکر آج تک کی تاریخ انشاء اللہ نفی میں سر ہلائے گی۔ اس سے اگلا فقرہ ملاحظہ فرمائیے۔

میرے مہاراج آئیوا لے ہیں۔ ان کا کہنا مان اور میرے مہاراج کے مہاراج کا بھی۔

اس فقرے میں جناب ایللیا نے بدھ جی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا مژدہ سنایا اور کہا کہ ان کا ظہور کسی وقت ہونیوالا ہے۔ وہ تمام بادشاہوں کے

(۱) شیر (۲) خدا (۳) زموں اور گناہوں (۴) دل (۵) قسمت (۶) سب سے بڑا راجہ یا شہنشاہ (۷) غلام (۸) مرید (۹) تزکیہ و تصفیہ نفس (۱۰) مشکل مصیبت



بادشاہ ہوں گے ان کی تعلیم پر چلنا پڑے گا۔ اور ان کے مہاراج خداوند قدوس کے احکام پر سر جھکانا ہوگا۔ (اس کی تفصیل آپ کو اگلی سطور میں ملے گی)۔

ذرا اس سے آگے بڑھیے۔ حضرت ایلیا مہاتما بدھ سے فرماتے ہیں۔

میں تجھے اپنا گولا اور چیلہ بنا کر ملک کی شودھنا کے لئے بھیجتا ہوں۔ دھوکہ نہ کھانا۔

یعنی میں نے تجھے اپنا غلام اور مرید بنا کر اس ملک کے تصفیہ و تزکیہ کے لئے مقرر کیا ہے۔ اور خبردار کیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور شخص ایلیا بن کر تجھے دھوکا دے جائے۔ میرے اصلی اور حقیقی رنگ میں تمہارے سامنے آنے کی صرف اور صرف یہ علامت ہوگی کہ جب بھی کسی مشکل یا مصیبت میں یاد کرو گے تمہاری مدد کو فوراً پہنچ جاؤں گا۔

ایک اور لطیف نکتہ بھی قابل توجہ ہے کہ مہاتما بدھ جی کو اکثر ”ساکی متی“ بھی کہا جاتا ہے۔ لفظ ”ساکی“ کے معنی بھارت کی قدیم زبانیں سنسکرت، ہندی، بھاشا، ناگری، شاکھا، مرہٹی، مدراسی، گجراتی وغیرہم کچھ ہی کریں مگر ہم تو یہی سمجھیں گے کہ مذکورہ زبانیں چونکہ ”قاف قرشت“ سے محروم ہیں۔ اس لئے وہ اس کے بجائے کاف کلمن استعمال کر کے ”ساقی“ کو ”ساکی“ لکھتی ہیں۔ پس بدھ جی کو بشارت دینے والے از بسکہ ایلیا ہیں۔ اور وہ ”ساقی کوثر“ بھی کہلاتے ہیں۔ لہذا ”ساکی متی“ کے معنی ہوئے۔ وہ راہنما (۱) جسے ساقی کوثر نے مقرر کیا ہے۔ کیونکہ اسی نے بدھ جی کو اپنا گولا

(۱) دنیا کی اصلاح و ہدایت کے لئے ہر ملک و قوم میں ریفارم بھیجے جاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم سے بھی ثابت ہے کہ ”وَلِكُلِّ قَوْمٍ نَذِيرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ“ ہر قوم میں ڈرانے والے اور ہدایت دینے والے مقرر کئے گئے۔ ہندوستان کے رشیوں، مینیوں، مہاتماؤں، اور اوتاروں کے حالات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے کسی نے بھی بت پرستی اور کفر و شرک کی تعلیم نہیں دی۔ بعد میں ان کی تعلیمات مسخ ہو گئیں اور ایک خدا کو منوانے والے خود مشرکین کے معبود بنا لئے گئے۔ العیاذ (محمود گیلانی)

اور چیلنا بنا کر بھیجا تھا۔

نے پیروی قیس نہ فرہاد کریں گے۔ ہم طرز جنوں اور ہی ایجاد کریں گے۔  
اب سن لیجئے کہ بدھ جی ایک دفعہ سخت مشکلات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔  
ایک تو جسمانی تکلیف باعث رنج و ملال ہوئی۔ دوسرے عوام کی مخالفت نے انھیں اور  
بھی پریشان کر دیا تھا۔ برہمنوں اور اونچی ذات کے مہنتوں، پروہتوں وغیرہ نے تو ان  
سے خوب عداوت بڑھائی اس لئے کہ بدھ جی تعلیمات (توحید الہی، مساوات، اتحاد  
اقوام، رحم و کرم اور عدم تشدد وغیرہ) نے مخلوق خدا کا خون چوسنے والے خود ساختہ  
جھوٹے رہنمایان مذہب کے ابا طیل و اکاذیب کی بنیادیں ہلا دیں اور وہ اپنے سر  
پٹیتے رہ گئے۔ پس انھوں نے بدھ جی پر ظلم توڑنا شروع کر دیئے اور ان کے مشن کو  
نا کام بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ بدھ کے لئے اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہو سکتی  
تھی؟ باوجودیکہ وہ دنیاوی تعلقات سے الگ ہو گئے تھے۔ اور عالم کون و فساد کی ہر شے  
کو تیاگ کر بن میں جوت لگائے اور الگہ جگائے مالک حقیقی کی یاد میں محو رہتے تھے۔ مگر  
شدید مخالفت اور بدترین عداوت سے انھیں دوچار ہونا پڑا۔ اس وقت انھوں نے یہ دعا  
فرمائی:

اے (۱) اپنے پیاروں کے پیارے۔ اے ایلیا اے سب پر  
غالب (۲) آئیو الے! آ۔ اور اپنا جلوہ دکھا۔ میری دستگیری کر۔  
اے پر ماتما (۳) کے شیر دنیا کی لومڑیاں مجھے کھانا چاہتی  
ہیں۔ تجھے اس کی قسم جس کا تو دست و بازو (۴) ہے تجھے اس کی  
قسم جس کی شکتی (۵) تیرے اندر ہے۔ میری مشکل کشائی کر تیرا

(۱) مطلوب کل طالب (۲) غالب علی کل غالب (۳) اسد اللہ (۴) اس سے مراد قوت اللہ اور

وعدہ ہے کہ مصیبت پر پہنچوں گا۔ اب امداد کا وقت ہے۔ آ جلدی آ۔ ورنہ میں برباد ہو جاؤں گا۔ تیرا نام (۱) وہ ہے جو پر م آتما کا ہے۔ آ! کہ تجھے دیکھنا ہزاروں پرارتھنوں (۲) کے برابر ہے تو بھگوان جی کا چہرہ ہے۔ میرے پیارے تو سب کچھ ہے اور میں تیرے سوا کچھ بھی نہیں تو سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ سب حال تیرے سامنے ہے اور میری تکلیفوں کا تجھ کو علم ہے۔ تو ہی ان کو دور کر سکتا ہے۔ اوم آلیا۔ اوم آلیا۔ اوم آلیا (۳)۔

اس دعا کی تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ ایک ایک لفظ اپنی وضاحت کر رہا ہے۔ البتہ اس کا نتیجہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ دعا نے قبولیت کا لباس پہنا اور مشکل کشا نے بدھ جی کا ہاتھ پکڑا۔ دنیا جانتی ہے اور تاریخ اس پر پردہ نہیں ڈال سکتی کہ بدھ کو اس کی بدولت کس قدر کامیابی ہوئی۔ عوام تو رہے درکنار بھارت کے راجوں مہاراجوں نے ان کا مذہب قبول کیا۔ اور پھر ہندوستان کے علاوہ بدھ مذہب لٹکا، برما، آسام چین، سیام اور تبت وغیرہ ایسے دور دراز ملکوں میں پھیل گیا۔ اور یہ سب جناب ایلیا علیہ السلام کی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی ہے۔ گو موجودہ بدھ مذہب کو بدھ کی اصلی یعنی ابتدائی تعلیمات سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ جس طرح کہ جناب عیسیٰ

(۱) ملی۔ جو خدا کا نام بھی ہے اور مرضی کا بھی

(۲) النظر علی وجہ علی عبادہ۔ ملی کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے (حدیث رسول)

(۳) بدھ جی کی یہ دعا جو "بدھ یوگیا" کے نام سے معروف ہے۔ بدھ مذہب کی اکثر کتابوں میں مذکور ہے۔ رسالہ "بدھ گیان" مصنفہ رام نرائن بنارس مطبوعہ ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۵۷ پر اس دعا کے ساتھ ایک چینی کتاب کے حوالے سے لکھا ہے کہ بدھ نے ذیل کے الفاظ بھی کہے تھے۔ "اپنے می تیریا کے واسطے میری مدد کر"۔ اپنی پاک اولاد کے واسطے سے مجھے نجات دے اور اپنے پاک نام سے میری لاج رکھ۔ می تیریا کے معنی ہیں رحمت والا۔ رحمت اللعالمین۔ اس کا تھوڑا سا تذکرہ



آگے چل کر اسی مضمون میں ملے گا۔ (محمود)

علیہ السلام اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کو بدل ڈالا گیا ہے۔ اسی طرح بدھ کی تعلیمات بھی نہ بچ سکیں۔

لیجئے بدھ جی مہاراج بستر مرگ پر دراز ہو گئے۔ اب وہ چند لمحوں کے مہمان نظر آتے ہیں۔ ان کا سب سے محبوب چیلہ اور خاص الخاص مرید ”آنند“ ان کی سیوا میں بیٹھا ہے۔ اور ان کی نازک حالت دیکھ کر زار و قطار رو رہا ہے۔ جب بدھ جی نے اس کا یہ حال دیکھا تو اس کو بہت تسلی دی اور مسکراتے ہوئے کہا:

پیارے آنند غمگین نہ ہو۔ آنسو مت بہا۔ میں تجھے کتنی ہی مرتبہ پہلے بتا چکا ہوں کہ اپنی مطلوب و محبوب اشیاء کو چھوڑنا اور اس دنیا کی ہر چیز سے جدا ہونا انسانی فطرت میں داخل ہے۔ اگر میں جا رہا ہوں تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں۔  
آنند نے عرض کیا:-

مہاراج آپ کے بعد ہمارا کون والی ہوگا اور کون تعلیم دیگا۔  
بدھ جی نے جواب دیا:

آنند خوب یاد رکھ دنیا میں صرف میں ہی بدھ بن نہیں آیا ہوں اور نہ میں اس سلسلے کو ختم کرنے والا ہوں جب وقت آئے گا تو ایک دوسرا بدھ مبعوث ہوگا۔ جو خدا کا نور ہوگا۔ بہت ہی مقدس و مطہر، اس کو حکمت کا وافر حصہ دیا جائے گا۔ وہ اقبال مند ہوگا۔ اسرار کائنات کا عالم، نسل انسانی کا بینظیر ہادی و مصلح، جن و انس کا معلم وہ ان ہی صداقتوں کو تم پر ظاہر

کرے گا جو میں نے تم کو سکھائی ہیں۔ وہ اپنے دین کی تبلیغ و اشاعت میں ہر لحظہ مصروف رہے گا۔ جو فی الحقیقت نہایت شاندار ہوگی۔ وہ اپنے حیرت انگیز کمال اور انتہائی عروج کی وجہ سے پر شکوہ اور صاحب و جمال و جلال ہوگا۔ اس کی تعلیم زندگی کی روح اور اس کی تربیت کامل و اکمل صاف و پاکیزہ اور بے عیب ہوگی۔ اگر میرے شاگردوں کا شمار سینکڑوں تک ہے تو اس کے شاگردوں کے اعداد ہزاروں تک ہوں گے۔

اور وہ ”می تیریا“ کے پاک نام سے معروف ہوگا۔<sup>(۱)</sup>  
 آنند نے ”می تیریا“ کی وضاحت پوچھی تو مہاتما جی بدھ نے کہا:  
 اے آنندی تیریا وہ ہے جو تمام رشیوں اور منیوں اور تمام مبعوث ہونے والوں کا سلسلہ ختم کر دے گا۔ اس کے سر پر ایک پنج پہلو تاج<sup>(۲)</sup> ہوگا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس کے سب سے بڑے ہیرے کا نام آلیا ہے۔ یاد رکھ یہ تمام پاک جسم ابتداء سے پیدا ہو چکے ہیں۔ مگر ان کے ظاہر ہونے میں ابھی دیر ہے۔ ظالم لوگ اس کے موتیوں کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔ اور ان کو برباد کرنے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھیں گے۔ مگر مالک اس کے نام اور اس کے کام اور اسکی نسل کو دنیا

(۱) ملاحظہ ہو کتاب ”بودھیا کاش“ مولفہ دید شاستری لالہ ہر گوبند ایلو جیا مطبوعہ سرسوتی پریس بمبئی۔

(۲) مہاراجہ رام چندر جی نے بھی اجودھیا کے شاگردوں سے کہا تھا کہ وہ راجوں کا راجہ اپنی روشنی کے ساتھ ظاہر ہوگا جس کے ساتھ بڑا گروہ ہوگا۔ وہ پانچ کنکروں والا تاج پہنے گا۔ اور اس کے سب سے بڑے کنکرے کا نام اہالیایا (ایلیا) ہوگا (اجودھیا کا بن باسی) مصنفہ شکر داس مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۳ء۔

کے خاتمہ تک باقی رکھے گا۔ آئند میری اور تیری طرح  
 کروڑوں لوگ اس کے انتظار میں تھک جائیں گے۔ مگر خوش  
 نصیب وہی ہوگا جو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ دے گا۔  
 اب میں اس سے زیادہ تجھے کچھ نہیں بتا سکتا۔

مہاتما بدھ کی اس وصیت میں سب سے پہلے حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ  
 وسلم کے ظہور پر نور کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ اور آپ کے اوصاف گرامی بیان کرنے  
 کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمانی و قرآنی خطاب بھی بتا دیا گیا ہے۔ ”می تیریا“  
 یہ سنسکرت زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ہیں بہت مہربان اور رحمت والا۔ و ما  
 ارسلنک الا رحمة اللعالمین کے مفہوم کے مطابق کسی نبی یا رسول کو اللہ کی طرف  
 سے رحمت۔ رحمت عالم یا رحمة اللعالمین کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا گیا۔ بدھ جی  
 نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ”می تیریا“ کہہ کر آپ کی ایک بہت بڑی فضیلت بیان  
 کر دی ہے۔ وصیت کے دوسرے حصے میں بدھ جی نے جناب رحمة اللعالمین کی ایک  
 صفت یہ بتائی ہے کہ وہ تمام انبیاء و مرسلین کا خاتم ہوگا۔ اور اس کے سر پر ”پنج پہلو  
 تاج“ ہوگا۔ اس سے پانچ نفوس پاک مراد ہیں۔ یہ بھی کہا ہے کہ وہ تاج سورج اور  
 چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ یہاں حضور کی حدیث انا کا الشمس و علی کا القمر کی  
 طرف اشارہ کیا ہے۔ اور القمر (علی) کو ہیرے سے تشبیہ دیکر ایک بار پھر آپ کا نام  
 آلیا۔ ایلیا بتا دیا ہے۔ کہ ان کی اولاد کے ساتھ سخت ظلم و ستم کئے جائیں گے۔ اور اس کا  
 نام و نشان تک مٹانے کی کوشش کی جائے گی۔ مگر خداوند کریم ایلیا کے نام، کام اور نسل  
 پاک کو قیامت تک باقی رکھے گا۔ آخر میں بدھ جی مہاراج کہتے ہیں:  
 خوش نصیب ہوگا وہ جو اس کا اور اس کے ساتھیوں کا ساتھ



دے گا۔

یہ فقرہ زیادہ محتاج تشریح نہیں ہے اور اگر وضاحت کی ضرورت ہے تو خود غور کیجئے کہ ”نبی اور علی“ کے پاک ساتھی کون ہیں؟

وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ

(۲۱:۵۹)

اور یہ مثالیں ہم لوگوں (کے سمجھانے) کے لیے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ غور کریں

اللهم صل علی محمد وال محمد

☆☆☆☆☆